پنجشنبہ 23 فروری

عالمی یوم چیچنیا

تعارف:

23 فروری سن 1944 کو اسٹالن نے چیچنیا اور انگیشیا کی پوری آبادی کو جلاوطن کرنے اور وسط ایشیا کو ہجرت کرنے کا حکم صادر کردیا۔ پانچ لاکھ کی آبادی کا آدھے سے زیادہ حصہ منتقلی کے دوران ہی سوویتی افواج کی جانب سے کیئے گئے قتل عام کا شکار ہوگیا۔ اس قتل عام سے جو باقی بچ نکلے وہ یا تو فاقہ کشی یا شائبیریا اور وسط ایشیاء کی کڑاکے کی سردی کا شکار ہو کر فوت وہ گئے۔

چند ہی دنوں کے اندر آبائی سرزمین سے پوری آبادی کا صفایا کردیا گیا۔ انگیشیا اور چیچنیا کے تمام آبادیاتی علاقوں کو راتوں رات خالی کروادیا گیا۔ چیچنیا کو نہ صرف صفحۂ ہستی سے ہٹادیا گیا بلکہ قرطاس پر بھی کوئی نشانی باقی نہیں چھوڑی گئی۔ پورے ساٹھ (60) سال بعد آخر کار سن 2004 میں یورپی پارلیمان میں اس بہیمانہ حرکت کو نسل کشی قرار دیا گیا۔

تاریخ انسانی کا یہ ایک سیاہ ترین اور نا قابل فراموش دن ہے۔ لیکن افسوس کہ بہت کم لوگ اس المناک سانحہ سے واقف ہیں۔ چناچہ اس دل سوز واقعہ کی یاد تازہ کرنے نیز عوام کو اس سے آگاہ کرنے کی غرض سے ہر سال یہ دن یعنی 23 فروری، یوم چیچنیا کے بطور سارے عالم میں منایا جاتا ہے۔

عالمی یوم چیچنیا کے انعقاد کا مقصد:

(۱) چیچنائی عوام کی تباہی و بربادی اور نسل کشی کو انسانی تباہی گردانتے ہوئے اس کی تاریخی اہمیت کا اعتراف کرنا۔

(۲) اسٹالن کی جانب سے جلاوطنی کا شکار تمام متاثرین کا احترام کرنا

(۳) چیچنائی نسل کشی کو انسانی اہمیت کا معاملہ قرار دیتے ہوئے عوام کو آگاہ کرنا اور عوامی بیداری مہمات کا انعقاد کرنا

(۴) س حقیقت کا تیقن کہ چیچنائی نسل کشی کے دوران ہوئے ظلم و بربریت، نسلی عصبیت، مذہبی تعصب جیسے ہولناک جرائم کبھی بھلائے جاسکتے ہیں اور نہ ہی یوروپ یا دنیا کے دیگر ممالک میں اعادہ کیا جاسکتا ہے۔

(۵) اسی نوعیت کے دیگر معاملات سے درپیش عصری تباہ کاریوں کی عکاسی کرنا

(۶) نسل کشی سے ہونے والے منفی اثرات، اس سے حاصل ہونے والے سبق اور اسکی اہمیت سے آنے والی نسلوں کو آگاہ کرنا

(۷) مذہبی تعصب، نسلی عصبیت، نسل کشی، ظلم و بربریت کے خلاف متواتر ذمہ داریوں کا تیقن

(۸) عدل و انصاف، تحفظ، وقار اور قیام امن سے متعلق اصولوں اور آرزؤں کی حمایت کرنا

تاریخ:

23 فروری سن 1944 کو سوویت یونین نے پوری چیچنائی اور انگیشیائی عوام کی فوری جلاوطنی کا عمل شروع کیا تا کہ انہیں وسط ایشاء کے سبزہ زار ڈھلوانوں میں بسایا جا سکے۔ ان عوام کو قتل عام، کڑاکے کی سردی، قحط سالی اور بھوک مری کا شکار ہونا پڑا۔ یہ عمل ہم عصر یوروپ کی جانب سے یہودیوں پر مسلط کردہ خونین حل سے کسی بھی لحاظ سے کم نہیں تھا۔ قیاس قرین ہے کہ آدھے سے زیادہ آبادی موت کا شکار ہو گئی اور نیست و نابود ہونے والوں کا تناسب اس سے بھی کہیں زیادہ تھا۔

جنوری 1944 کے اوائل میں NKVD کی کئی ہزار ٹولیاں چھوٹے سے کوہستانی جمہوریہ میں اکٹھا ہوتی گئیں اور شہریوں کو اطراف و اکناف کے علاقوں میں ہر سمت ہانکنا شروع کر دیا۔ یوم فوج احمر (Red Army Day) یعنی 23 فروری ہر قریہ، دیہات اور گاؤں سے لوگوں کو مقامی سوویت عمارت میں طلب کیا گیا۔ کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا ان پر کوئی آفت آنے والی ہے۔ لوگ خوشی بخوشی جوق در جوق اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آتے گئے۔ بجائے اس کے کہ یوم فوج احمر کا انعقاد عمل میں آتا، سوویت یونین کے صدر کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا گیا کہ بغاوت اور دشمن جرمنی کے ساتھ سازباز کے جرم میں چیچنیا اور انگیشیا کے باشندوں کو فوری **ملک** بدر کیا جاتا ہے۔

چیچن عوام کا جنہوں نے مارکو کی قرارداد کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا، نازیوں کے ساتھ سازباز کرنے یا ان کے ساتھ اشتراک کا کوئی ثبوت موجود نہیں تھا جسے بہانا بنا کر اسٹالن نے **ملک** بدر کرنے کا حکم صادر کیا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جرمن افواج نے چیچنیا کی سرزمین پر اپنے قدم رکھے ہی نہیں کیوں کہ سرحد کے کافی دور ہی انہیں روک دیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں دوسری عالمی جنگ کے دوران چیچن افواج نے تمام کلیدی معاملات میں اپنے امتیازی کردار کی نہ صرف چھاپ چھوڑی بلکہ سوویت فوج میں اپنے اعداد و شمار کے تناسب کے لحاظ سے سوویتی افواج کے بمقابلہ زیادہ زیادہ تمغات اور اعزازات بھی حاصل کیے۔ تاہم ان سپاہیوں کو بھی بخشا نہیں گیا اور اپنی اکائیوں سے خارج کرتے ہوئے براہ راست وسط ایشیاء کے وسط مہاجرین خیموں کو روانہ کر دیا گیا۔

ہر گاؤں اور قریہ چیچن مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بندوق کی نوک پر فوجی ٹرکوں پر لاد کر روانہ کیا گیا۔ مہاجرین کو ان ٹرکوں کے ذریعہ قریب ترین ریلوے اسٹیشن پر چھوڑا جاتا، پھر ساز و سامان اور جانوروں کے لئے مختص ڈبوں، میں ٹھونس دیا جاتا جو غذا اور مناسب لباس سے بھی عاری ہوتے۔ دور دراز کے پہاری علاقوں میں بسے دیہاتیوں کو پہاڑوں سے تیزی سے اترنے پر مجبور کیا جاتا، مدافعت

کرنے یا پیچھے رہ جانے والوں کو گولی ماردی جاتی۔ حاملہ خواتین، بچے اور بوڑھے ان زیادتیوں کی تاب نہ لاکر فوت ہوگئے۔ پہاڑی دیہات قیبق میں 700 عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کا زندہ جلا دیا جانا اس بربریت کی ایک زندہ دستاویزی مثال ہے۔ تاہم اس نوعیت کے قتل عام جمہوریہ کے تمام علاقوں میں واقع ہوئے۔ حتی کہ پہاڑی دیہات ہفتوں بلکہ مہینوں اس آگ میں جلتے رہے۔

منظم و منصوبہ بند ظلم و بربریت کے ذریعہ محض چند ہی دنوں میں ساری کی ساری آبادی کا اپنی آبائی سرزمین سے صفایا کردیا گیا۔ چیچنیا اور انگیشیا کو راتوں رات ویران کردیا گیا۔ نقشہ نویسوں سے کہا گیا وہ دنیا کے نقشہ، قاموس حتی کے تمام دستاویزوں سے چیچنیا اور انگیشیا کا نام و نشان مٹا دیں۔

29 فروری 1944 کو NKVD سراغ رساں پولیس کے حاکم اعلی لاورینیائی بیریا (LAVRETII BERIA) نے ان واقعات کی روداد پیش کرتے ہوئے لکھا ہے۔۔۔ ”چیچنیا اور انگیشیائی عوام کی ترتیب نو کی روداد پیش خدمت ہے۔ ترتیب نو کا عمل اونچے پہاڑی آبادیاتی مراکز سے مستثنی تمام بڑے اضلاع سے 23 فروری سے ہی شروع ہوگیا۔ بشمول 91,250 انگیشیائی باشندوں کے کل 4,78,479 افراد کو ان علاقوں سے **ملک** بدر کردیا گیا۔ انہیں خصوصی ریلوے کاروں میں بھرتی کردیا گیا۔ کل 180 خصوصی ریلوں کو بھرتی کیا گیا جن میں سے 159 کو نشیا نندہ نئی جگہوں پر پہنچا دیا گیا ہے۔“

تقریبا پانچ لاکھ چیچن اور انگیشیائی عوام کے لئے منجمد ٹھنڈ را علاقہ سے گزرنا ایک انتہائی صبر آزما و تلخ ترین سفر کا آغاز تھا جو کسی بھی سیاہ مہم جوئی سے کم نہیں تھا۔ مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں سے لدے مہر بند ٹرکوں میں ضروریات سے فارغ ہونے کے لئے کوئی بیت الخلا تھا نہ صفائی کا کوئی انتظام ہی۔ کڑاکے کی سردی سے گزرتے ہوئے یہ ٹرک برف خانوں سے کچھ کم نہیں تھے۔ نتیجتا ٹائفائیڈ اور کالرا جیسی خطرناک وبائی و متعدی بیماریاں پھوٹ پڑیں۔ ہزاروں لوگ ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہوئے لقمہ اجل بن گئے۔ چوں کہ دروغ گوئی کا شکار ان معصوموں پر الزامات تھے کہ انہوں نے اپنے ہی **ملک** سے غداری کرتے ہوئے دشمن کے ساتھ سازبازکی ہے راستوں سے گزرتے ہوئے ان کو مقامی عوام کی دشنام طرازی، الزام تراشیوں، تہمتوں اور اہانت آمیز سلوک کا سامنا کرنا پڑا۔

ممتاز ابخازی اتالیق متری گولیاء نے ایک لب سڑک ریلوے اسٹیشن کا منظر ان الفاظ میں کھینچا ہے ”۔۔۔ ایک نا قابل یقین منظر، ایک لمبی ریل گاڑی۔۔ لوگوں سے لبالب، لگتا ہے ان کا تعلق کوہ قاف سے ہے، بچے، بوڑھے، جوان، عورت مرد تمام کو کہیں مشرق کی سمت بھیجا گیا۔۔۔“ انتہائی مغموم اور اندوہ گیں یہ تھے چیچنیا اور انگیشیائی جو اپنی مرضی یا خوشی سے سفر نہیں کررہے تھے بلکہ انہیں جلاوطن کیا گیا تھا۔ انہوں نے ”اپنی ہی سرزمین“ کے خلاف انتہائی سنگین جرم کا ارتکاب کیا تھا“۔

ٹرکوں کی وقفہ بہ وقفہ سے تلاشی لی جاتی۔ لاشوں کو نکال کر ریلوے لائن کے کناروں پر بڑی ہی بے دردی سے پھینک دیا جاتا۔ اپنے عزیزو اقارب کی اس درگت سے مایوس عوام لاشوں کو چھپا دیتے یا ان کا بھیس بدل دیتے تا کہ اختتام سفر پر اسلامی روایات کے تحت ان کی تجہیز و تکفین کی جا سکے۔ ہفتوں کے سفر کے بعد یہ چیچنائی اور انگیشیائی باشندے موجودہ قزاغستان، کرغستان اور ازبکستان کے دور دراز علاقوں میں منتشر ہوگئے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں مہاجرین کو غذا یا سائبان کے بغیر انکی اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا۔

تقریبا دو دہائیوں کے بعد مارکو اسٹیٹ یونیورسٹی کا ایک نامور مورخ یوں رقم طراز ہوا

”۔۔۔۔چیچنیا اور انگیشیائی باشندوں کو اولین دو تا تین برسوں کے دوران انتہائی ہیبت ناک و نا قابل تلافی نقصان کا سامنا کرنا پڑا جب ان کے ہزاروں ساتھی فاقہ کشی اور خطرناک بیماریوں کا شکار ہو گئے اور وسط ایشیائی سبزہ زار ڈھلوان ان کی قبر بن گئے۔“

بربریت کا یہ سلسلہ آنے والے برسوں بعد بھی چلتا رہا۔ ہزاروں لوگ فاقہ کشی اور نمونیا کا شکار ہو گئے۔ یہ ان چیچنائی عوام کی ہنگامہ خیز تاریخ کا وہ سیاہ ترین باب ہے جنہوں نے انیسویں صدی میں قوی روسی افواج کے ساتھ ایک طویل ترین جنگ کا سامنا کیا تھا اور پہلے ہی نقل مکانی کا اعلی پیمانے پر شکار ہو چکے تھے۔

مہاجرین کا قیام کا انتظام نو آبادیاتی علاقوں میں کیا گیا جہاں ان کے ساتھ مجرموں کا سا سلوک کیا جاتا۔ ہلکی سزا کے نام پر انہیں قید و بند کی صدوبتوں اور کڑی محنت و مشقت سے گزرنا پڑتا۔ باوجود ایں کہ مختلف الرائے روسی ادیب، الیگزینڈر سولزنٹسن۔ ”دی گلاگ ارچیالوگو“۔ ”چیچنائی عوام کا جذبہ استحکام و ثابت قدمی“ میں یوں رقم طراز ہے۔

”صرف ایک **ملک** ایسا ہے جس نے کبھی خود سپردگی نہیں کی اور نہ ذہنی و نفسیاتی طور پر خود سپردگی کی عادات یا آداب اپنائے۔

یہاں انفرادی خودداری و اولوالعزمی ہی دیکھنے کو نہیں ملتی بلکہ سارے کا سارا **ملک** ہی اس روش پر گامزن رہا ہے۔۔۔اور یہ چیچنیا میں خصوصیت کا ساتھ یہاں کہوں گا کہ مخصوص سکونت پذیر عوام میں صرف چیچن ہی ایسی قوم ہے جس کا جذبہ استحکام کبھی متزلزل نہیں ہو پایا۔ دھوکہ دہی کے ذریعہ انہیں اپنے وطن سے محروم کر دیا گیا، ان کا گھر بار ان سے چھن گیا، لیکن ان کے ماتھوں پر کبھی شکن تک نہیں آئی۔ انہوں نے کبھی کسی کی جی حضوری نہیں کی نہ ہی اپنے آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کبھی کسی چاپلوسی کا سہارا لیا۔ ان کا رویہ ہمیشہ ہی سخت اور معاندانہ ہی رہا۔۔۔انکی ایک غیر معمولی خوبی یہ تھی کہ ان سے ہر کوئی خائف اور متاثر تھا۔ انہیں اپنے ہی انداز سے زندگی گزارنے سے کوئی نہیں روک پایا۔ ایک ایسی طاقتور سلطنت جس نے تیس برسوں تک حکمرانی کی اپنے قوانین، نظریات اور سوچ کو ان پر تھوپ نہیں پائی“۔

1953 میں اسٹالن کی موت کے بعد بھی برسوں چیچنائی عوام کے حالات انتہائی ناگفتہ بہ رہے۔ بعد ازاں چیچن عوام اپنے مادر وطن کو واپس آنے کی اجازت طلب کرتے ہوئے ماسکو کو باضابطہ طور پر کئی ایک عرض داشتیں پیش کیں، تاہم چند ایک خاندانوں نے واپس آنا شروع کر دیا تھا۔ 1956 میں پارٹی کے بیسویں اجلاس اعلی روسی قائد نکیتا کورشچیف نے چیچن عوام اور دیگر جلاوطن اقوام پر ہوئی زیادتیوں کا برملا اعتراف کیا تھا۔ اس وقت تک افسران اعلی کی جانب سے سخت تدارک کے باوجود چیچن عوام اپنی سرزمین کی جانب پیش قدمی کر چکی تھی۔ ان میں سے اکثروں نے اپنے مرحوم رشتہ داروں کی ہڈیاں بھی اپنے ساتھ لائے تاکہ انہیں اپنے آبائی قبرستانوں میں دفنایا جا سکے۔

لیکن بدقسمتی سے انہیں 1944 سے پہلے والی زندگی دوبارہ میسر نہیں ہو پائی۔ جلاوطنی کی بھوت کا خوفناک سایہ ان کا پیچھا کرتا ہی رہا۔ تلخ ترین یادیں، غربت، ضعف صحت، افواہوں کے ذریعہ ان کے خلاف پھیلائی گئی بدظنی ان کا مقدر بن چکی تھیں۔ ان کے اپنے مکان بھی روسیوں اور داغستانی مہاجرین کے حوالے کر دیئے گئے تھے جن سے انہیں رقم ادا کر کے خریدنا پڑا۔ صرف چند لوگوں میں ہی یہ

استطاعت تھی۔

جلاوطنی چیچن عوام کے محض انفرادی تباہی کا باعث ہی نہیں رہی بلکہ پوری چیچن قوم اور ملک کے لئے ایک سانحہ عظیم تھی۔ کئی پہاڑی سلسلے (AVLs) انتہائی ویران اور آبادیاتی لحاظ سے ناقابل قیام بن چکے تھے۔ نتیجتاً اکثر چیچن باشندوں کو اولین تجربہ کے تحت ناقابل تنسیخ پہاڑی راستوں، ڈھلوانوں اور میدانوں پر زندگی گزارنے پر مجبور ہونا پڑا۔ علاوہ ازیں بزرگوں کی کثیر اموات نے چیچنائی تہذیب وتمدن کو ناقابل تلافی نقصان پہچانتے ہوئے اسے صدیوں پیچھے لوٹا دیا ہے۔

چیچن عوام کی جلاوطنی متواتر صبر آزما تجربات، کٹھن آزمائشوں ظلم وزبردستی، بربریت، ضرررسانی وعقوبت نے تاریخ انسانی پر وہ گہرے گھاؤ چھوڑے ہیں جنہیں مندمل ہونے میں صدیاں بیت جائیں گی۔ ان زخموں کی چبھن اور کسک کو چیچن عوام آج بھی اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں۔

عالمی یوم چیچنیا

www.worldchechnyaday.org